ٱلۡهُمَزَة Al-Humazah

بِسۡمِ ٱللَّهِ ٱلرَّحۡمَٰنِ ٱلرَّحِيمِ

In the name of Allah, Most Gracious, Most Merciful

Name

The Surah takes its name from the word *humazah* occurring in the first verse.

Period of Revelation

All commentators agree that it is a Makki Surah; a study of its subject matter and style shows that this is one of the early Surahs to be revealed at Makkah.

Theme and Subject Matter

In it some of the evils prevalent among the materialistic hoarders of wealth in the pre-Islamic days have been condemned. Every Arab knew that they actually existed in

their society; they regarded them as evils and nobody thought they were good. After calling attention to this kind of ugly character, the ultimate end in the Hereafter of the people having this kind of character has been stated. Both these things (i.e. the character and his fate in the Hereafter) have been depicted in a way which makes the listener reach the conclusion that such a man deserves to meet such an end. And since in the world, people of such character do not suffer any punishment, but seem to be thriving instead, the occurrence of the Hereafter becomes absolutely inevitable.

If this Surah is read in the sequence of the Surahs beginning with *Az-Zilzal*, one can fully understand how the fundamental beliefs of Islam and its teachings were impressed on the peoples' minds in the earlier stage in Makkah. In Surah *Az-Zilzal*, it was said that in the Hereafter man's full record will be placed before him and not an atom's weight of good or evil done by him in the world will have been left unrecorded. In Surah *Al-Adiyat*, attention was drawn to the plunder and loot, bloodshed and vandalism, prevailing in Arabia before Islam; then making the people realize, that the way the powers given by God were being abused, was indeed an expression of sheer ingratitude to Him. They were told that the matter would not end up in the world, but in the second life after death not only their deeds but their intentions and motives too would be examined, and their Lord knows well which of them deserves what reward or punishment. In Surah *Al-Qariah*, after depicting Resurrection, the people were

warned that in the Hereafter a man's good or evil end will be dependent on whether the scale of his good deeds was heavier, or the scale of his evil deeds was heavier. In Surah *At-Takathur* the people were taken to task for the materialistic mentality because of which they remained occupied in seeking increase in worldly benefits, pleasures, comforts and position, and in vying with one another for abundance of everything until death overtook them. Then, warning them of the evil consequences of their heedlessness, they were told that the world was not an open table of food for them to pick and choose whatever they pleased, but for every single blessing that they were enjoying in the world, they would have to render an account to their Lord and Sustainer as to how they obtained it and how they used it. In Surah *Al-Asr* it was declared that each member, each group and each community of mankind, even the entire world of humanity, was in manifest loss, if its members were devoid of Faith and righteous deeds and of the practice of exhorting others to truth and patience. Immediately after this comes Surah *Al-Humazah* in which after presenting a specimen of leadership of the pre-Islamic age of ignorance, the people have been asked the question: What should such a character deserve if not loss and perdition?

نام

پہلی آیت کے لفظ ھمزۃ کو اس سورت کا نام قرار دیا گیا ہے۔

زمانۂ نزول

زمانۂ نزول اس کے مکی ہونے پر تمام مفسرین کا اتفاق ہے۔ اور اس کے مضمون اور انداز بیان پر غور کرنے

سے محسوس ہوتا ہے کہ یہ بھی مکہ کے ابتدائی دور میں نازل ہونے والی سورتوں میں سے ہے۔

موضوع اور مضمون

اس میں چند ایسی اخلاقی برائیوں کی مذمت کی گئی ہے جو جاہلیت کے معاشرے میں زر پرست مالداروں کے اندر پائی جاتی تھیں، جنہیں ہر عرب جانتا تھا کہ یہ برائیاں فی الواقع اس کے معاشرے میں موجود ہیں، اور جن کو سب ہی برا سمجھتے تھے، کسی کا بھی یہ خیال نہ تھا کہ یہ کوئی خوبیاں ہیں۔ اس گھناؤنے کردار کو پیش کرنے کے بعد یہ بتایا گیا ہے کہ آخرت میں اُن لوگوں کا کیا انجام ہوگا جن کا یہ کردار ہے۔ یہ دونوں باتیں (یعنی ایک طرف یہ کردار اور دوسری طرف آخرت میں اس کا یہ انجام) ایسے انداز سے بیان کی گئی ہیں جس سے سامع کا ذہن خود بخود اس نتیجے پر پہنچ جائے کہ اس طرح کے کردار کا یہی انجام ہونا چاہیے، اور چونکہ دنیا میں ایسے کردار والوں کو کوئی سزا نہیں ملتی، بلکہ وہ پھلتے پھولتے نظر آتے ہیں، اس لیے آخرت کا برپا ہونا قطعی ناگزیر ہے۔
اس سورت کو اگر اُن سورتوں کے تسلسل میں رکھ کر دیکھا جائے جو سورۂ زلزال سے یہاں تک چلی آ رہی ہیں تو آدمی بڑی اچھی طرح یہ سمجھ سکتا ہے کہ مکۂ معظمہ کے ابتدائی دور میں کس طریقہ سے اسلام کے عقائد اور اس کی اخلاقی تعلیمات کو لوگوں کے ذہن نشین کیا گیا تھا۔ سورۂ زلزال میں بتایا گیا ہے کہ آخرت میں انسان کا پورا نامۂ اعمال اس کے سامنے رکھ دیا جائے گا اور کوئی ذرہ برابر نیکی یا بدی بھی ایسی نہ ہوگی جو اس نے دنیا میں کی ہو اور وہاں اس کے سامنے نہ آجائے۔ سورۂ عادیات میں اس لوٹ مار، کشت و خون اور غارت گری کی طرف اشارہ کیا گیا جو عرب میں ہر طرف برپا تھی، پھر یہ احساس دلانے کے بعد کہ خدا کی دی ہوئی طاقتوں کا یہ استعمال اس کی بہت بڑی ناشکری ہے، لوگوں کو یہ بتایا گیا کہ معاملہ اسی دنیا میں ختم نہیں ہوجائے گا، بلکہ موت کے بعد دوسری زندگی میں تمہارے افعال ہی کی نہیں، تمہاری نیتوں تک کی جانچ پڑتال کی جائے گی اور تمہارا رب خوب جانتا ہے کہ کون آدمی کس سلوک کا مستحق ہے۔ سورۂ قارعہ میں قیامت کا نقشہ پیش کرنے کے بعد لوگوں کو خبردار کیا گیا ہے کہ آخرت میں انسان کے اچھے یا برے انجام کا انحصار اس پر ہوگا کہ اس کی نیکیوں کا پلڑا بھاری ہے یا ہلکا۔ سورۂ التکاثر میں اس مادہ پرستانہ ذہنیت پر گرفت کی گئی ہے جس کی وجہ سے لوگ مرتے دم تک بس دنیا کے فائدے اور لذتیں اور عیش و آرام اور جاہ و منزلت زیادہ سے زیادہ حاصل کرنے اور ایک دوسرے سے بڑھ جانے کی کوشش میں لگے رہتے ہیں، پھر اس غفلت کے برے انجام سے آگاہ کر کے لوگوں کو بتایا گیا کہ یہ دنیا کوئی خوانِ یغما نہیں ہے کہ اس پر تم جتنا اور جس طرح چاہو ہاتھ مارو، بلکہ ایک ایک

نعمت جو تمہیں یہاں مل رہی ہے اس کے لیے تمہیں اپنے رب کو جواب دینا ہو گا کہ اسے تم نے کیسے حاصل کیا اور حاصل کر کے اس کو کس طرح استعمال کیا۔ سورۂ عصر میں بالکل دو ٹوک طریقے سے بتا دیا گیا کہ نوع انسانی کا ایک ایک فرد، ایک ایک گروہ، ایک ایک قوم، حتیٰ کہ پوری دنیائے انسانیت خسارے میں ہے اگر اس کے افراد میں ایمان و عملِ صالح نہ ہو اور اس کے معاشرے میں حق کی نصیحت اور صبر کی تلقین کا رواج عام نہ ہو۔ اس کے معاً بعد سورۂ ھمزہ آتی ہے جس میں جاہلیت کی سرداری کا ایک نمونہ پیش کر کے لوگوں کے سامنے گویا سوال رکھ دیا گیا کہ یہ کردار آخر خسارے کا موجب کیوں نہ ہو؟

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ	اللہ کے نام سے جو بہت مہربان نہایت رحم والا ہے۔	In the name of Allah, Most Gracious, Most Merciful.
وَیۡلٌ لِّکُلِّ ھُمَزَۃٍ لُّمَزَۃِ ۙ ﴿۱﴾	خرابی ہے ہر اسکی جو طعنے دینے والا غیبت کرنے والا ہے۔ *1	1. Woe to every slanderer, backbiter. *1

*1 The words used in the original are *humazat il-lumazah*. In Arabic *hamz* and *lamz* are so close in meaning that they are sometimes used as synonyms and sometimes with a little difference in the shade of meaning. But this difference is not definite and clear, for the meaning given to *hamz* by some Arabic speaking people themselves is given to *lamz* by other Arabic speaking peoples. On the contrary, the meaning given to *lamz* by some people is given to *hamz* by others. Here, since both the words appear together and the words *humazat il-lumazat* have been used, they give the meaning that it has become a practice with the slanderer that he insults and holds others in contempt habitually. He raises his finger and winks at one man, finds fault with the lineage and person of another, taunts one in the face and backbites another; creates differences between friends and stirs up divisions between brothers; calls the people names

and satirizes and defames them.

*1 اصل الفاظ ہیں هُمَزَةٍ لُّمَزَةِۣ۔ عربی زبان میں ھَمز اور لَمز معنی کے اعتبار سے باہم اِتنے قریب ہیں کہ کبھی دونوں ہم معنی استعمال ہوتے ہی، اور کبھی دونوں میں فرق ہوتا ہے ، مگر ایسا فرق کہ خود اہلِ زبان میں سے کچھ لوگ ھَمز کا جو مفہوم بیان کرتے ہیں ، کچھ دوسرے لوگ وہی مفہوم لَمز کا بیان کرتے ہیں، اور اس کے برعکس کچھ لوگ لَمز کے جو معنی بیان کرتے ہیں، وہ دوسرے لوگوں کے نزدیک ھَمز کے معنی ہیں۔ یہاں چونکہ دونوں لفظ ایک ساتھ آئے ہیں اور هُمَزَةٍ لُّمَزَةِۣ کے الفاظ استعمال کیے گئے ہیں اس لیے دونوں مل کر یہ معنی دیتے ہیں کہ اُس شخص کی عادت ہی یہ بن گئی ہے کہ وہ دوسروں کی تحقیر وتذلیل کرتا ہے، کسی کو دیکھ کر انگلیاں اٹھاتا اور آنکھوں سے اشارے کرتا ہے ، کسی کے نسب پر طعن کرتا ہے ، کسی کی ذات میں کیڑے نکالتا ہے، کسی پر منہ در منہ چوٹیں کرتا ہے ، کسی کے پیٹھ پیچھے اُس کی برائیاں کرتا ہے ، کہیں چغلیاں کھا کر اور لگائی بجھائی کر کے دوستوں کو لڑواتا اور کہیں بھائیوں میں پھوٹ ڈلواتا ہے ، لوگوں کے برے برے نام رکھتا ہے ، اُن پر چوٹیں کرتا ہے اور اُن کو عیب لگاتا ہے۔

2. He who gathered wealth and counted it. *2	وہ جس نے جمع کیا مال اور گن گن کر رکھا ہے اسے۔ *2	الَّذِىۡ جَمَعَ مَالًا وَّعَدَّدَهٗ ۙ‏ ﴿۲﴾

*2 This second sentence after the first sentence by itself gives the meaning that he slanders others because of his pride of wealth. The words *jama a malan* for collecting money suggest the abundance of wealth; then the words counting it over and over again depict the person's miserliness and his selfish hoarding of wealth.

*2 پہلے فقرے کے بعد یہ دوسرا فقرہ خود بخود یہ معنی دیتا ہے کہ لوگوں کی تحقیر وتذلیل وہ اپنی مال داری کے غرور میں کرتا ہے۔ مال جمع کرنے کے لیے جَمَعَ مَالًا کے الفاظ استعمال کیے گئے ہیں جن سے مال کی کثرت کا مفہوم نکلتا ہے۔ پھر گن گن کر رکھنے کے الفاظ سے اُس شخص کے بخل اور زر پرستی کی تصویر نگاہوں کے سامنے آجاتی ہے۔

3. He thinks that his wealth will make him last forever. *3	وہ خیال کرتا ہے کہ اسکا مال اسکی ہمیشہ کی زندگی کا موجب ہو گا۔ *3	يَحْسَبُ اَنَّ مَالَهٗۤ اَخْلَدَهٗ ۚ ﴿۳﴾

*3 Another meaning also can be: He thinks that his wealth will make him immortal. That is, he is so engrossed in amassing wealth and counting it over and over again that he has forgotten death and he never bothers to consider that a time will come when he will have to depart from the world empty-handed, leaving everything behind.

*3 دوسرے معنی یہ بھی ہوسکتے ہیں کہ وہ سمجھتا ہے کہ اُس کا مال اُسے حیاتِ جاوداں بخش دے گا، یعنی دولت جمع کرنے اور اُسے گن گن کر رکھنے میں وہ ایسا منہمک ہے کہ اُسے اپنی موت یاد نہیں رہی ہے اور اُسے کبھی یہ خیال بھی نہیں آتا کہ ایک وقت اُس کو یہ سب کچھ چھوڑ کر خالی ہاتھ دنیا سے رخصت ہو جانا پڑے گا۔

4. Nay, he will surely be thrown *4 into the crushing place. *5	ہرگز نہیں وہ ضرور جھونک دیا جائے گا *4 حطمہ میں۔ *5	كَلَّا لَيُنْۢبَذَنَّ فِى الْحُطَمَةِ ۖ ﴿۴﴾

*4 The word in the original is *la yunbadhanna*. *Nabdh* in Arabic is used for throwing away a thing regarding it as worthless and mean. This by itself indicates that because of his wealth he thinks that he is a great man but on the Day Of Resurrection he will be hurled into Hell as a mean and contemptible object.

*4 اصل میں لفظ حُطَمَہ استعمال کیا گیا ہے جو حَطْم سے ہے۔ حَطْم کے معنی توڑنے، کچل دینے اور ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالنے کے ہیں۔ جہنم کا یہ نام اس لیے رکھا گیا ہے کہ جو چیز بھی اُس میں پھینکی جائے گی اُسے وہ اپنی گہرائی اور اپنی آگ کی وجہ سے توڑ کر رکھ دے گی۔

*5 The word *hutamah* in the original is from *hatm*, which means to smash, crush and break into pieces. Hell has been described by this epithet because it will crush and break to pieces whatever is thrown into it because of its depth and its fire.

*5 اصل میں لَیُنۡبَذَنَّ فرمایا گیا ہے ۔ نَبَذ عربی زبان میں کسی چیز کو بے وقعت اور حقیر سمجھ کر پھینک دینے کے لیے بولا جاتا ہے ۔ اِس سے خود بخود یہ اشارہ نکلتا ہے کہ اپنی مال داری کی وجہ سے وہ دنیا میں اپنے آپ کو بڑی چیز سمجھتا ہے، لیکن قیامت کے روز اُسے حقارت کے ساتھ جہنم میں پھینک دیا جائے گا۔

5. And what do you know what is the crushing place.	اور کیا سمجھے تم کیا ہے حطمہ ۔	وَمَآ اَدۡرٰىكَ مَا الۡحُطَمَةُ ؕ ﴿۵﴾
6. The Fire of Allah*6, kindled.	آگ اللہ کی *6 بھڑکائی ہوئی ۔	نَارُ اللّٰهِ الۡمُوۡقَدَةُ ۙ ﴿۶﴾

*6 Nowhere else in the Quran has the fire of Hell been called the fire of Allah. Here, its ascription to Allah not only expresses its dreadfulness but it also shows how the wrath and contempt of Allah envelops those who become proud and arrogant with the worldly wealth. That is why Allah has described that fire as His own Fire into which they will be hurled.

*6 قرآن مجید میں اِس مقام کے سوا اور کہیں جہنم کی آگ کو اللہ کی آگ نہیں کہا گیا ہے۔ اِس مقام پر اُس کو اللہ تعالیٰ کیطرف منسوب کرنے سے نہ صرف اُس کی ہولناکی کا اظہار ہوتا ہے بلکہ یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ دنیا کی دولت پا کر غرور و تکبر میں مبتلا ہو جانے والوں کو اللہ کس قدر سخت نفرت اور غضب کی نگاہ سے دیکھتا ہے جس کی وجہ سے اُس نے اُس آگ کو خاص اپنی آگ کہا ہے جس میں وہ پھینکے جائیں گے۔

7. Which leaps up over the hearts. *7	جو جا پہنچے گی دلوں تک۔ *7	الَّتِیۡ تَطَّلِعُ عَلَی الۡاَفۡـِٕدَۃِ ؕ﴿۷﴾

*7 *Tattaliu* is from *ittalaa*, which means to climb and mount to the top, and also to be aware and informed. *Afidah* is plural of *fuwad*, which means the heart. But this word is not used for the organ which throbs in the breast, but for the seat of man's understanding and consciousness, his feelings and desires, beliefs and thoughts, motives and intentions, Thus, one meaning of the rising of the fire to the hearts is that this fire will reach the place which is the centre of man's evil thoughts, false beliefs, impure desires and feelings, and wicked motives and intentions. The second meaning is that the Fire of Allah will not be blind like the fire of the world, which burns up the deserving and the non-deserving alike, but it will reach the heart of every culprit and discover the nature of his crime and then punish him according to his guilt.

*7اصل الفاظ ہیں تَطَّلِعُ عَلَی الۡاَفۡئِدَۃِ۔ تَطَّلِعُ اطلاع سے ہے جس کے ایک معنی چڑھنے اور اوپر پہنچ جانے کے ہیں، اور دوسرے معنی باخبر ہونے اور اطلاع پانے کے۔ اَفۡئِدَۃ فواد کی جمع ہے جس کے معنی دل کے ہیں، لیکن یہ لفظ اُس عضو کے لیے استعمال نہیں ہوتا جو سینے کے اندر دھڑکتا ہے، بلکہ اُس مقام کے لیے استعمال ہوتا ہے جو انسان کے شعور و ادراک، اور جذبات و خواہشات اور عقائد و افکار، اور نیتوں اور ارادوں کا مقام ہے۔ دلوں تک اس آگ کے پہنچنے کا ایک مطلب یہ ہے کہ یہ آگ اُس جگہ تک پہنچے گی جو انسان کے برے خیالات، فاسد عقائد، ناپاک خواہشات و جذبات، خبیث نیتوں اور ارادوں کا مرکز ہے۔ دوسرا مطلب یہ ہے کہ اللہ کی وہ آگ دنیا کی آگ کی طرح اندھی نہیں ہوگی کہ مستحق اور غیر مستحق سب کو جلا دے بلکہ وہ ایک ایک مجرم کے دل تک پہنچ کر اس کے جرم کی نوعیت معلوم کرے گی اور ہر ایک کو اس کے استحقاق کے مطابق عذاب دے گی۔

8. Indeed that upon them will be closed down. *8	بیشک وہ ان پر بند کر دی جائیگی *8۔	اِنَّهَا عَلَيۡهِمۡ مُّؤۡصَدَةٌ ۙ‏ ﴿۸﴾

*8 That is, after the culprits have been thrown into it, Hell will be closed in upon them without leaving any slit or opening anywhere, in order to choke and suffocate them.

8*یعنی جہنم میں مجرموں کوڈال کر اوپر سے اُس کو بند کر دیا جائے گا۔ کوئی دروازہ تو درکنار کوئی جِھری تک کھلی ہوئی نہ ہوگی۔

9. In columns, stretched forth. *9	ستونوں میں اونچے اونچے۔ *9	فِىۡ عَمَدٍ مُّمَدَّدَةٍ ﴿۹﴾

*9 *Fi amad-im-mumaddahah* can have several meanings:
(1) That the gates of Hell will be closed and tall columns will be erected on them.
(2) That the culprits will be tied to the tall columns.
(3) According to Ibn Abbas, the flames of the fire shall be rising high like tall columns.

9*فِىۡ عَمَدٍ مُّمَدَّدَةٍ کے کئی معنی ہوسکتے ہیں۔ ایک یہ کہ جہنم کے دروازوں کو بند کر کے اُن پر اُونچے اُونچے ستون گاڑ دیے جائیں گے۔ دوسرا مطلب یہ ہے کہ یہ مجرم اونچے اونچے ستونوں سے بندھے ہوئے ہوں گے۔ تیسرا مطلب ابن عباسؓ نے یہ بیان کیا ہے کہ اُس آگ کے شعلے لمبے ستونوں کی شکل میں اٹھ رہے ہوں گے۔